نقشِ اوّل

حُسین محیِ الدّین قادری

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	نقشِ اَوّل
شاعر	:	حسینؔ محی الدین قادری
نظر ثانی	:	ریاضؔ حسین چودھری، ضیاء نیّرؔ
کمپوزِنگ	:	اَحسن اِرشاد، بصیر اَحمد
ٹائٹل ڈیزائن	:	فیصل نثار
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	جولائی 2007ء (2,200)
اِشاعتِ دوم	:	اگست 2011ء
تعداد	:	1,200
قیمت	:	-/250 روپے

ISBN 978-969-32-0740-8

Web: www.hmqadri.com

Email: info@hmqadri.com

مجھ کو شاعر نہ کہو میرؔ کہ صاحب میں نے

درد و غم کتنے کئے جمع تو دیوان کیا

(میر تقی میرؔ)

اِنتساب

سیّدی و مُرشِدی مجدِدِ دوراں

حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

کے نام جن کے فیضانِ کرم سے نہ صرف

میری ظاہری و باطنی پرورش ہو رہی ہے بلکہ

زیرِ نظر مجموعۂ کلام بھی قابلِ اشاعت ہوا ہے۔

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۷	۞ شاعر کا تعارف	۱
۲۱	۞ حرفِ اوّل	۲
۲۷	۞ کلمۂ تشکر	۳
۲۹	حصہ اوّل: حمد	۴
۳۱	رَبِّ کریم میرے	۵
۳۳	حصہ دُوُم: نعت	۶
۳۵	تو سیرت و کردار میں بھی وحیٔ خدا ہے	۷
۳۷	تری ﷺ صورت ازل کی ابتداء ہے	۸
۳۹	آؤ خدا کے لاڈلے سے پیار ہم کریں	۹
۴۱	تقویٰ کو ہم بھی فکر و عمل میں بسائیں گے	۱۰
۴۲	یہ جنّ و ملک، نوعِ بشر، ارض و سماء ہے	۱۱
۴۳	رحمت کی گھٹا شہرِ پیمبر ﷺ سے اُٹھی ہو	۱۲
۴۵	سرکار ﷺ مجھے اپنا دیوانہ بنا دینا	۱۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۴	شعور بندگی	۴۷
۱۵	نعت سرکارؐ کی جو کہی ہے ابھی	۴۸
۱۶	انتظار	۴۹
۱۷	سلام بحضور سرورِ کونینؐ	۵۱
۱۸	آقا حضورؐ، آپؐ کی عظمت پہ ہو سلام	۶۴
۱۹	دُنیا میں آپؐ آئے تو جہاں میں بات بن گئی	۶۶
۲۰	**حصہ سوم: مناقب**	**۶۹**
۲۱	منقبت حضرت علیؓ	۷۱
۲۲	شیرِ خداؓ	۷۴
۲۳	حسنین کریمینؓ	۷۶
۲۴	شاہِ جیلاں رضی اللہ عنہ	۸۰
۲۵	منقبت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانیؒ	۸۲
۲۶	مرے طاہر بابا	۸۴
۲۷	**حصہ چہارم: تحسین**	**۸۷**
۲۸	طاہر القادری	۸۹
۲۹	قائد ہے یہ ہمارا	۹۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۰	شیخ الاسلام	۹۴
۳۱	حصہ پنجم: نظمیں	۹۷
۳۲	6 ستمبر	۹۹
۳۳	اے ماں (والدہ کے نام)	۱۰۰
۳۴	حمّاد المدنی کے نام	۱۰۲
۳۵	احمد العربی کے نام	۱۰۴
۳۶	ہر سُو اُفق پہ شامِ غریباں ہے آج بھی	۱۰۶
۳۷	پیغامِ انقلاب	۱۰۸
۳۸	روشنی	۱۱۰
۳۹	بیتے دِنوں کی یاد	۱۱۲
۴۰	ذرا اس پار بھی دیکھ	۱۱۴
۴۱	ایک منظر	۱۱۷
۴۲	اب وقت نوحہ گر ہے	۱۱۸
۴۳	نوجوان مسلم	۱۲۰
۴۴	افلاک تمہارے ہیں	۱۲۱
۴۵	حصہ ششم: نظمِ آزاد	۱۲۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۴۶	جستجو	۱۲۵
۴۷	روحِ کائنات	۱۲۶
۴۸	صبحِ سعادت	۱۲۸
۴۹	حسنین کریمین رضی اللہ عنہما	۱۳۰
۵۰	دھرتی کا مان	۱۳۴
۵۱	میخانۂ حیات	۱۴۰
۵۲	اور جاگے ہوئے لوگ پھر سو گئے	۱۴۵
۵۳	تلاش	۱۴۶
۵۴	تجھے کیا ہوا؟	۱۴۸
۵۵	سوال	۱۵۲
۵۶	ایک آرزو	۱۵۴
۵۷	اِنسان معتبر ہے	۱۵۵
۵۸	چارہ گر	۱۵۸
۵۹	کھلونا	۱۶۰
۶۰	تعبیر	۱۶۱
۶۱	حصہ ہفتم: نثری نظمیں	۱۶۳
۶۲	شمع کی تڑپ	۱۶۵
۶۳	اَن دیکھی	۱۶۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۶۴	ضمیر	۱۷۰
۶۵	حصہ ہشتم: غزلیں	۱۷۳
۶۶	مجھے بس تری رہگذر چاہیے	۱۷۵
۶۷	مجھ کو اتنا آزمانا چھوڑ دے	۱۷۷
۶۸	وقت مجھ کو رُلائے جاتا ہے	۱۷۸
۶۹	ہر خواب کو تعبیر میں ڈھلنا ہے کسی روز	۱۸۰
۷۰	پھونکوں سے تلاطم کو گھٹایا نہیں کرتے	۱۸۲
۷۱	کیسا وہ قرض تھا جو ادا کر دیا گیا	۱۸۴
۷۲	فتنے غارتگر ہیں سب کچھ لوٹ گئے	۱۸۶
۷۳	دستِ یزید میں مجھے خنجر دِکھائی دے	۱۸۷
۷۴	شاخ پر اِک کلی کھلی ہے اَبھی	۱۸۹
۷۵	اے وقت! کبھی مجھ کو اُن سے بھی ملا دینا	۱۹۱
۷۶	تو نے جکڑا ہے مجھے اِک آہنی زنجیر سے	۱۹۳
۷۷	بے تاب ہم بہت ہیں، احوالِ جاں سنائیں	۱۹۵
۷۸	رات رُلانے آ جاتی ہے	۱۹۷
۷۹	ساقی! سنبھل کے چلنا، ساغر نہ ٹوٹ جائے	۱۹۹
۸۰	پینا اسے خود بادۂ وحدت نہیں آتا	۲۰۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۸۱	ہلکی ہلکی مہک آ رہی ہے مجھے	۲۰۳
۸۲	ہم نے تو صرف آپ کو چاہا ہے ہمسفر	۲۰۵
۸۳	اتنی جلدی تھی چلے جانے کی آئے کیوں تھے؟	۲۰۷
۸۴	میں جانتا ہوں، مجھ سے دامن چھڑا رہے ہو	۲۰۸
۸۵	مسافر ہوں کوئی منزل دِکھا دے	۲۱۰
۸۶	جنہیں ہم سوچتے ہیں	۲۱۲
۸۷	چھوٹی رات سفر لمبا تھا	۲۱۴
۸۸	صحنِ چمن میں چاند بھی اِمشب تنہا ہو گا	۲۱۶
۸۹	تمہارا حُسن ہے کُن کا فسانہ	۲۱۸
۹۰	کبھی کھونا، کھو کے پانا دستورِ زندگی ہے	۲۲۰
۹۱	زنداں میں ایک قیدی طوفان اُٹھا رہا ہے	۲۲۲
۹۲	دِل کس لئے آج پریشان حال ہے	۲۲۳
۹۳	آنکھوں میں اَب کیا رکھا ہے	۲۲۵
۹۴	نغماتِ ہجر کیوں وہ مجھ کو سنا رہا ہے	۲۲۷
۹۵	میری منزل قدم قدم تم ہو	۲۲۸
۹۶	حصہ نہم: **قطعات**	**۲۳۱**
۹۷	دانا کبھی دریا کو سمندر نہیں کہتے	۲۳۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۹۸	ہر کوئی روتا ہے اپنے غم بھلانے کے لئے	۲۳۳
۹۹	آباد دِل کا گلستاں ہے کر گیا کوئی	۲۳۴
۱۰۰	یہ آنکھ دید کو تیری بہت ترستی ہے	۲۳۴
۱۰۱	اِک روز آ کے وہ مرے دِل میں سما گیا	۲۳۵
۱۰۲	آنکھوں کی رہگذار میں اُس کو سجا لیا تھا	۲۳۵
۱۰۳	ہے تیرے نقشِ پا کے فیض سے روشن جبیں میری	۲۳۶
۱۰۴	وہی ہیں سیفِ جلی بھی، وہی امامِ خفی	۲۳۶
۱۰۵	ناموں کو ان کے رکھا گیا تھا حجاب میں	۲۳۷
۱۰۶	عشقِ خدا سے عشقِ محمدؐ جدا نہیں	۲۳۷
۱۰۷	حصہ دہم: **فردیات**	**۲۳۹**
۱۰۸	دربارِ کبریا میں اے بندگانِ دانا	۲۴۱
۱۰۹	گلے طوق لعنت کا پڑنا تھا اُس کے	۲۴۱
۱۱۰	اَزل سے آپؐ ہی ہیں نگارِ کن فیکون	۲۴۲
۱۱۱	شامل مجھے سگانِ درِ مصطفےؐ میں کر	۲۴۲
۱۱۲	ساقی تو جام بھر مرا عرفاں کے نور سے	۲۴۳
۱۱۳	جان و دل، سکھ چین، سارے پہلے ہی سے اس کے ہیں	۲۴۳
۱۱۴	طلب گاروں کو دیدِ یار ہی سے کام ہوتا ہے	۲۴۴

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۱۵	باندھ لو سر پہ کفن کہ یہ جہاں	۲۴۴
۱۱۶	کیا سرمدی مزے ہیں شبِ اِنتظار کے	۲۴۵
۱۱۷	گر کر بلندیوں سے رہتے ہیں ہم سلامت	۲۴۵
۱۱۸	ساری دُنیا کی ٹھوکریں کھا کر	۲۴۶
۱۱۹	کل رات لُٹ گیا مری بستی کا میکدہ	۲۴۶
۱۲۰	مومن نہیں جو ڈرتا ہے جُہدِ طویل سے	۲۴۷
۱۲۱	بزدل ہے وہ جو نفس کو قابو نہ کر سکے	۲۴۷
۱۲۲	عشق کی تجھ کو گر طلب ہے حسینؔ!	۲۴۸
۱۲۳	تیرے لئے ہی مانگی تھی آنکھوں کی روشنی	۲۴۸
۱۲۴	رازِ ہستی کو سمجھو، سمندر ہے یہ	۲۴۹
۱۲۵	اب تو صنم کدے میں نہ رہا کوئی پجاری	۲۴۹
۱۲۶	**حصہ یازدہم: منظومات**	**۲۵۱**
۱۲۷	صاحبِ نقشِ اوّل کے لئے ایک نظم	۲۵۳
۱۲۸	صاحبِ نقشِ اوّل کے لئے ایک نظم	۲۵۴
۱۲۹	گلدستۂ دین و دانش	۲۵۶

شاعر کا تعارف

زیرِنظر شعری مجموعہ جناب صاحبزادہ حسین محی الدین قادری کی پہلی ادبی کاوش ہے۔ آپ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ ایک عظیم علمی، دینی اور روحانی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں، جنہوں نے شعر گوئی کی صلاحیت اپنے جدِامجد فریدِملت حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادری علیہ الرحمۃ اور اپنے والد گرامیٔ قدر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے ورثہ میں پائی ہے۔ حضرت فریدِ ملتؒ ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت ہونے کے ساتھ ایک قادر الکلام شاعر، ممتاز ادیب، صوفی، عالمِ دین اور عارف باللہ تھے۔ اُن کی شاعری کا بیشتر حصہ دستبردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکا۔ جتنا حصہ ہم تک پہنچا ہے اس سے اُن کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اُن کے سلام کے یہ شعر آج بھی زبان زدِ عام ہیں:

میرا ہر موئے بدن اِک ساز ہو
''یا رسول اللہ'' کی آواز ہو

نفسِ امارہ کہے اِنّی سقیم
منہ کے بل گر جائے شیطان رجیم

حسین محی الدین قادری کے عظیم المرتبت والد گرامی جہاں شیخ الاسلام، مفسرِ قرآن، عظیم مجتہد، عظیم محدّث اور دانشِ عصرِ حاضر ہونے کے ساتھ جدید عصری اور اِسلامی علوم میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں وہاں اللہ رب العزت نے انہیں شعر کہنے کی صلاحیتوں سے بھی وافر پیمانے پر نواز رکھا ہے۔ ان کی کہی ہوئی متعدد نعتیں، سلام، حمدیہ و عارفانہ کلام شہرہ دوام حاصل کر چکا ہے۔ محافل میلاد اور دیگر مواقع پر آپ کے وجد آفریں کلام کو سن کر لوگ کیف و مستی کے عالم میں جھوم اُٹھتے ہیں۔

اس طرح حسین محی الدین قادری نے شعر کہنے کا ملکہ اپنے بزرگوں سے ورثہ میں پایا ہے جس کا منہ بولتا ثبوت یہ مجموعہ کلام ہے جو حمد و نعت، مناقب، نظمیں، غزلیات، قطعات اور فردیات پر مشتمل ہے۔ اس شعری مجموعہ کی ایک منفرد اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ موصوف نے اپنے شعری سفر کا آغاز تیرہ سال کی عمر میں دورانِ رمضان المبارک حالتِ اعتکاف میں ان قطعہ بند اشعار سے کیا:

دانا کبھی دریا کو سمندر نہیں کہتے
بھٹکے ہوئے اِنساں کو قلندر نہیں کہتے
بت خانہ جہاں یاد خدا آئے کسی کو
بھولے سے بھی یارو اُسے مندر نہیں کہتے

اس حوالے سے یہ شعری مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں زیادہ تر صاحبِ کلام کے تیرہ سال سے اُنیس سال تک صرف نوعمری کی چھ

سالہ قلمی نگارشات کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے اس کے بعد بھی اُن کا شعری سفر جاری و ساری ہے لیکن ابتدائی چھ سالوں کی کاوشوں کا ثمر پیشِ نظر مجموعے کی صورت میں قارئین ادب کی ضیافتِ طبع کے لئے حاضر ہے۔

جناب حسین محی الدین قادری کا تعلیمی پس منظر مختصراً یہ ہے کہ اُنہوں نے انٹر تک تعلیم پاکستان میں حاصل کی اس کے بعد وہ کینیڈا چلے گئے جہاں اُنہوں نے گریجویشن مینجمنٹ اور پولیٹکل سائنس کے موضوع پر YORK یونیورسٹی ٹورانٹو سے کی۔ بعد ازاں فرانس کی مشہور ترین یونیورسٹی Sciences-Po پیرس سے عالمی معیشت میں MBA کی ڈگری حاصل کی۔ آج کل عالمی معیشت اور سیاست (Global Political Economy) کے موضوع پر Ph.D کر رہے ہیں۔ان ماڈرن علوم کے ساتھ ساتھ شروع سے ہی مختلف اساتذہ سے شریعت اور علومِ اسلامیہ کی بھی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔

حسین محی الدین قادری کی شاعری کا اجمالی جائزہ لیں تو اس میں دینی، فکری، روحانی اور انقلابی خیالات کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ وہ اپنے والد گرامی شیخ الاسلام کے افکارِ عالیہ سے حد درجہ متاثر ہیں اور ان کے اشعار میں اس کا پرتو واضح طور پر جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

حسین محی الدین قادری کے مجموعہ کلام پر سب سے پہلے ناقدانہ نظر جناب سید الطاف حسین گیلانی نے ڈالی اور ضروری اصلاح کی، اس کے بعد وہ جناب ریاض حسین چودھری سے اصلاح لیتے رہے۔ آخر میں راقم الحروف نے ان کے کلام کا تنقیدی و فنی جائزہ لیا اور جہاں جہاں ضرورت محسوس کی اس کی

نوک پلک سنوارنے کی خدمت انجام دی۔ موصوف کے اشعار میں اپنے والد گرامی کے زیر اثر صوفیانہ خیالات کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ آپ کی شعری صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ مستقبل قریب میں صاحبِ کلام اپنے شعرگوئی کے جوہر کو مزید جلا بخشیں گے اور ان کے اشعار میں نکھار کے ساتھ جدت و ندرت کا پہلو اور زیادہ نمایاں ہو گا۔ (اِنشاء اللہ)

میں اس دعائیہ کلمہ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

ضیاء نیّر

شعبہ ادبیات

فریدِ ملتؒ ریسرچ انسٹیٹوٹ

حرفِ اوّل

مقصدیت کا نور جب رعنائی خیال کے گرد منور ہالے کھینچتا ہے تو اُفقِ دیدہ و دِل پر فکر وفن کی نئی صبحوں کے طلوع ہونے کی بشارتیں تحریر ہونے لگتی ہیں، جذبوں کی آنچ کچھ اور بھی تیز ہو جاتی ہے اور وادئ خیال میں بادِ بہاری چلنے لگتی ہے، مقصدیت کسی بھی فن کی آبرو ہے۔ جب صانعِ اَزل نے کوئی چیز مقصدیت کے بغیر پیدا نہیں کی تو پھر شعر و ادب کی دُنیا کیسے مقصدیت کے جوہرِ تخلیق سے محروم ہو سکتی ہے۔ ادب برائے ادب کا خود ساختہ فلسفہ اپنی موت آپ مر چکا ہے۔ اکیسویں صدی میں ادب برائے زندگی کا زندگی آمیز اور زندگی آموز نظریہ اپنی پوری تابانیوں اور جولانیوں کے ساتھ قریۂ لوح وقلم پر نور کی بارش کر رہا ہے۔ نور کی یہی بارش ہمارے نوجوان شاعر صاحبزادہ حسین محی الدین قادری کی کشتِ ہنر پر بھی ہو رہی ہے

مری تحریر میں علم و ادب کے پھول مہکیں گے
فقط لوگوں کو بہلانا مجھے اچھا نہیں لگتا

کومٹ منٹ کی کوکھ سے کسی تخلیق کار کے اساسی رویے جنم لیتے ہیں، حسینؔ نے اسی کومٹ منٹ کے نور سے اقلیمِ شعر میں چراغاں کا اہتمام کیا ہے۔ اوراقِ جاں پر جذبوں کی ایک کہکشاں اُترتی دکھائی دیتی ہے۔ تاریخِ ادب گواہ ہے کہ

تخلیق کار کے تہذیبی، ثقافتی، روحانی اور عمرانی نظریات کا کسی نہ کسی حوالے سے اس کے فن میں ضرور اظہار ہوتا ہے۔ اگر وہ شعوری طور پر ان نظریات کو چھپانے کی کوشش کرے گا تو اسے منافقت کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکے گا۔ آئینہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور شاعری دِل کا آئینہ ہی تو ہے۔ اپنے نظریات کو تخلیقی رویوں میں تبدیل ہونے سے روکنا بذاتِ خود ایک غیر تخلیقی عمل ہے اور کسی بھی غیر تخلیقی عمل کو دیارِ شعر و سخن میں داخلے کا پروانہ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ زمانۂ طالب علمی ہی میں حسیںؔ محی الدین قادری مثبت اور رجائی سوچ کی راہ پر گامزن ہیں۔ یہ عطیہ خداوندی ہے۔ اُنہیں یہ وافر مقدار میں ملا ہے اور اس کا بے ساختہ اظہار بھی ہو رہا ہے۔

کتنے اہداف ہیں میرے سامان میں
آسماں چاہیے، بال و پر چاہیے

حسیںؔ کو یہ بال و پر تصوف نے عطا کئے ہیں۔ ان کے تمام تر اساسی رویے تصوف کی گود میں پروان چڑھے ہیں۔ تصوف کا نور انہیں وراثت میں ملا ہے۔ آپ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے صاحبزادے ہیں، میں ڈاکٹر صاحب کو اپنے عہد کی دانش سے تعبیر کرتا ہوں۔ دانشِ عصر کی جملہ تخلیقی توانائیاں انہیں ورثے میں ملی ہیں۔ شاعر کے شاعری وژن کی حنا بندی انہی تخلیقی توانائیوں سے ہوئی ہے۔

لاہور کی مٹی سے کیا کیا ہے سحر پھوٹی
اس مٹی کی خوشبو بھی سانسوں میں اتر آئی

ان کے نقشِ اوّل کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات قاری کے ذہن نشین رہنی چاہیے کہ شاعر ایک واضح پیغام لے کر اُفقِ ادب پر طلوع ہوا ہے۔ حسینؔ الفاظ کے گورکھ دھندے میں نہیں اُلجھتے بلکہ پورے اعتماد کے ساتھ ابلاغ کے مراحل سے گزر جاتے ہیں۔ ان کی کومٹ منٹ غیر متزلزل اور غیر مشروط ہے۔ انہیں اپنے نصب العین پر کامل یقین ہے۔ ان کی شاعری تیقن کے انہی چراغوں کا عکسِ جمیل ہے۔ ان کی آواز آوازوں کے اس جنگل میں الگ پہچانی جاتی ہے۔ ان کی شاعری جذبوں کے تیز بہاؤ کا نام ہے۔ سوچ کے اَن گنت دائرے ان کے اپنے ہیں، اظہار کا سلیقہ بھی منفرد ہے۔ اپنی دُنیا آپ پیدا کرنے والے نوجوان شاعر کا مستقبل روشن ہی نہیں روشن تر ہے۔ غزل کا رچاؤ مثنوی کا بہاؤ اور نظم کی تمکنت پوری تخلیقی توانائیوں کے ساتھ ان کے شعر میں جلوہ گر ہے۔ رَبِّ کائنات نے انہیں جذبۂ عشق سے نوازا ہے۔ عشق ان کے فکری اور نظری حوالوں کا مرکزی نقطہ ہے۔ اقبالؒ نے کہا تھا

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

عشق کی یہ آگ حسینؔ کے لفظ لفظ میں الاؤ بن کر دہک رہی ہے ان کے آئینہ خانے میں عشق ایک جامد اور ساکت تصویر کی طرح محض دیوار پر آویزاں نہیں بلکہ ایک متحرک عکس کی صورت میں جلوہ گر ہے اور یہی تحرک زندگی کی سب سے روشن اور واضح علامت ہے۔ یہ شعری دستاویز رعنائیِ خیال کا دلکش مرقع ہے۔ ایک تڑپ ہے جو شاعر کو مضطرب رکھتی ہے۔ عملِ تخلیق میں یہی اضطراب مہمیز کا کام دیتا ہے۔ اور فنی ارتقاء کے مختلف مراحل طے ہونے لگتے ہیں۔ ان کا

شعری وژن کسی خاموش اور پرسکون جھیل کے مانند نہیں بلکہ ایک گنگناتی ہوئی ندی کی طرح ہے جس کی رقص کرتی موجیں زندگی اور حرکت کا پیغام دیتی ہیں۔ ان کا فن تموج آشنا ہے۔ ملتِ اسلامیہ پر صدیوں سے طاری جمود کو دیکھ کر اقبالؒ نے کہا تھا

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

کربلا کا استعارہ اپنے تمام تہذیبی اور ثقافتی پس منظر کے ساتھ بھی ان کے ہاں مختلف انداز میں آیا ہے۔ تفہیم کے نئے دروازے کھلتے ہیں، سوچ اور اظہار کے نئے آفاق روشن ہوتے ہیں تو شاعر ظلم کے خلاف خود ایک صدائے احتجاج بن جاتا ہے۔

حسینؔ نے بڑے فلاسفروں کی طرح عظمتِ آدم کے گیت گائے ہیں کہ اے رَبِّ کائنات تیری اس دُنیائے رنگ و بو میں اِنسان ہی عظیم و معتبر ہے۔ آزاد نظم لکھتے ہیں تو وادی فکر و خیال کی حدود مزید پھیل جاتی ہیں۔ ان کا ڈکشن بھی اپنا ہے تفہیم کی نئی دنیاؤں کی دریافت عمل میں آتی ہے۔ اسلوب اِنتہائی دلکش ہے۔ جذبوں کی آنچ پر پگھلنے کا شعور رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری آمد اور آورد کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔ نقشِ اوّل میں حمد بھی ہے اور نعت بھی، منقبت بھی ہے اور غزل بھی، اکثر نظمیں تحریکی شعور کی آئینہ بردار ہیں۔ شاعر کا کمال یہ ہے کہ اس نے اظہارِ ذات کے لئے مختلف پیمانے اختیار کئے ہیں اور اپنے فن کو کسی ایک صنفِ سخن تک محدود نہیں رکھا۔ زندگی کے تلخ حقائق سے آنکھیں نہیں چراتے بلکہ مسائل اور مصائب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

وقت کے چیلنجوں کو قبول بھی کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ شاعر کا ذہن تصوف کی روشنی سے منور ہے آگے چل کر شاعر تصوف کی اسی روشنی پر اپنے فکری نظام کی بنیاد رکھے گا۔ میری دعا ہے کہ تخلیق کی شاہراہ پر اعتبار و اعتماد کی یہی روشنی چراغِ راہ بنتی رہے اور قدم قدم پر حرفِ پذیرائی اس کا مقدر بنے۔

ریاضؔ حسین چودھری

شہرِ اقبال: ۴، اپریل ۲۰۰۷

کلمۂ تشکر

الحمدللہ! میں حضورِ اِلٰہی میں شکر بجا لانے کے بعد ان تین اساتذہ کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میری کم عمری کی ناپختہ کاوش کو اپنے فن کے ذریعے اس قابل بنا دیا کہ وہ قارئین تک پہنچ سکے، ان اساتذۂ گرامی میں محترم سید الطاف حسین گیلانی، محترم ریاض حسین چودھری اور محترم ضیاء نیر شامل ہیں۔

سپاس گزار

حسین محی الدین القادری

۱۰ مئی، ۲۰۰۷ء

MINHAJ BOOKS STORE

Online Shopping

Order on WhatsApp

+92 309 7417163

1

کتابوں کی خریداری کیلئے پر کلک کریں

2

کیٹلاگ سے کتابیں منتخب کریں

3

منتخب شدہ کتب کو خریداری ٹوکری میں شامل کرنے کیلئے "ایڈ ٹو کارٹ" بٹن دبائیں۔

پر کلک کر کے مزید کتب کی خریداری جاری رکھ سکتے ہیں یا اپنی خریداری ٹوکری دیکھنے کیلئے بٹن دبا سکتے ہیں۔

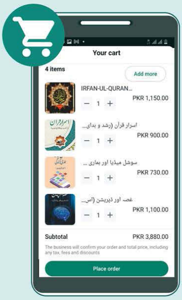

4

آپ خریداری ٹوکری میں ایک یا ایک سے زیادہ کتابیں شامل کر سکتے ہیں۔

کتابیں شامل کرنے کے بعد آرڈر کا بٹن دبائیں

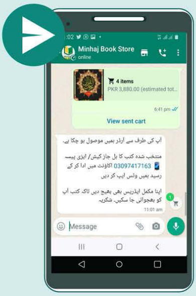

5

منتخب شدہ کتابوں کی ٹوکری میسج کریں۔

6

بل جاز کیش / ایزی پیسہ اکاؤنٹ میں ادا کریں

اب آپ کی طرف سے آرڈر مکمل ہو گیا ہے۔ منہاج بک سٹور کا نمائندہ کتب آپ کے ایڈریس پر بھجوا کر آپ کو میسج کر دے گا۔

www.MinhajBooks.com